

## 6913- داعی کی بیوی خاوند کی مشغولیت کی شکایت کرتی ہے

### سوال

میں فی الحال دعویٰ کاموں میں شریک رہتا ہوں لیکن میری بیوی شکایت کرتی ہے کہ مجھ پر بیوی اور بچوں کے متعلق زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے، حالانکہ میں مجھ پر جو حقوق ہیں وہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کچھ وقت بھی گزارتا ہوں لیکن وہ اس سے راضی نہیں۔

میری گزارش ہے کہ آپ اس بات کی وضاحت فرمائیں کہ میرے ذمہ کیا کچھ کرنا ضروری ہے؟ کیونکہ میں جو کچھ کرتا ہوں وہ اسے پسند نہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی خیر کا علم رکھتا ہے۔

### پسندیدہ جواب

امت محمدیہ امت مقتضدہ اور متوسطہ ام است ہے تو اس لحاظ سے جو بھی امت محمدیہ کی طرف مسوب ہے اسے بھی اپنی پوری زندگی میں اسی طرح تو سط اور میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔

جس وقت ہم یہ سنتے ہیں کہ کچھ مسلمان اپنے اوقات اہل عیال سے دور گزارتے ہیں، چاہے وہ دعویٰ کاموں یا پھر کسی سفر کی بنیا پر اور یا پھر کسی مباح اور جائز امور میں گزاریں، اور اس کے بر عکس ہم کچھ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اہل عیال سے ہی چھٹے ہوئے ہیں اور اپنے وقت میں سے کچھ بھی دعویٰ کاموں میں صرف نہیں کرتے۔

تو حس طرح ایک گھر ان کے سر بر اہل عیال کے حقوق میں کہ ان میں وہ افراط سے کام نہ لے، تو اسی طرح گھر کے علاوہ دوسرے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے بھی اس کے ذمہ کچھ حقوق ہیں جن میں ضروری ہے کہ تفریط سے کام نہ لیا جائے۔

حسن رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد رحمہ اللہ نے معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرض الموت میں تیمارداری کی تو معقل رضی اللہ تعالیٰ کہنے لگے میں تمہیں وہ حدیث بیان کرتا ہو جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(اللہ تعالیٰ نے جس شخص کے بھی ماتحت کچھ لوگ کر دیے تو وہ انہیں نصیحت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوبی بھی نہیں حاصل کر سکتا) صحیح بخاری حدیث نمبر (6731) صحیح مسلم حدیث نمبر (142).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(تم میں سے ہر ایک راعی (سر بر اہ) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا، امیر راعی ہے وہ اپنے ماتحتوں کے بارہ میں جواب دے ہے، اور آدمی آپنے گھر والوں پر سر بر اہ ہے وہ ان کے متعلق جواب دے ہوگا، عورت خاوند کے گھر پر راعی ہے اسے اس کے بارہ میں سوال ہوگا، اور غلام اپنے مالک کے مال کا راعی ہے اسے اس کے بارہ میں سوال ہوگا، خبردار! تم میں سے ہر ایک راعی اور ہر ایک جواب دے ہے) صحیح بخاری حدیث نمبر (4892) صحیح مسلم حدیث نمبر (1629)۔

اور بہت ساری ایسی بیویاں میں جو یہ چاہتی ہیں کہ ان کا خاوند ان کے پاس سے کہیں بھی نہ جائے چاہے وہ نماز کے لئے ہی ہو تو دعوت الی اللہ کے لیے کیسے؟

زمانہ قدیم میں کسی عورت نے کہا تھا: میرے لیے تین سو کنوں کا ہونا (یعنی کہ میرے خاوند کی تین اور بیویاں ہوں) خاوند کی کتابوں کی لاتبریری سے آسان ہے، اس لیے کہ اس کا خاوند لکھنے پڑھنے اور علم میں شفقت رکھتا تھا۔

تو اسی لیے بیوی کی ہر خواہش نہیں مانی جا سکتی بلکہ اس کی خواہش اور چاہت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت پر پر کھا جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض عبادات میں حکم دیا ہے کہ اس میں حد شرعی کو تجاوز نہ کیا جائے جس کے سبب سے دوسرے کے حقوق ضائع ہونے کا خدشہ ہو، اور ان میں سب سے پہلے گھروں کے حقوق ہیں۔

اس سلسلے میں کچھ احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے:

عونابی حیض اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی اور ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان موانعات قائم کی تو سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے گئے تو ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کام والے میلے کچیلے کپڑے زیب تن رکھے تھے (یہ واقعہ پر وہ کے نزول سے قبل کا ہے) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہنے لگے اپنی حالت کیا بنارکھی ہے؟

تو وہ جواب میں کہنے لگیں کہ آپ کے بھائی ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا کی ضرورت ہی نہیں، تو ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور کھانا پیش کیا تو سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا کہ آپ بھی کھائیں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ نے کہا میر اروزہ ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے میں بھی اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ نہیں کھائیں گے، تو ان دونوں نے کھایا اور جب رات ہوئی تو ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیام کرنے لگے تو سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ سو جائیں تو وہ سو گے۔

کچھ دیر بعد پھر اٹھ کر قیام کرنے لگے تو سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اب اٹھو اور قیام کرو تو ان دونوں نے قیام کیا۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہنے لگے آپ پر آپ کے رب بھی حق ہے اور اسی طرح آپ کی جان و جسم کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کی بیوی بچوں کا بھی حق ہے اس طرح ہر حد تک کو اس کا حق ادا کرو، تو ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ سب کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان فارسی نے سچ کہا ہے۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (1867)۔

اس حدیث میں لفظ بنت زید کا معنی میلی کچیلی حالت اور بیاس والا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا ہے؟ کیوں نہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے یہ نہ کیا کرو بلکہ روزہ رکھو بھی اور ترک بھی کرو، قیام بھی کیا کرو اور سویا بھی کرو۔

اس لیے کہ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے، اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے آپ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر مہینہ تین روزے رکھا لیا کرو، اس لیے کہ ہر نیکی میں دس نیکیوں کا بدلہ ملتا ہے، تو اس طرح آپ کے یہ روزے مکمل سال کے روزے ہوں گے۔

میں نے تشدید کیا تو مجھ پر بھی سختی کر دی گئی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا میں طاقت رکھتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرو اللہ کے نبی داود علیہ السلام کی طرح روزے رکھا لیا کرو اور اس سے زیادہ نہیں۔

میں نے پوچھا کہ داود علیہ السلام کے روزے کس طرح کے تھے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف زمانہ (یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار) تو عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بوڑھے ہو گئے تو کہا کرتے تھے کہ کاش میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی رخصت پر عمل کر لیتا۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (1874) صحیح مسلم حدیث نمبر (1159)۔

تو آپ ان احادیث میں دیکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جو کہ اپنے اہل عیال کے حقوق میں افراط سے کام لے رہا تھا کہ وہ قیام اور روزہ رکھنے اور قرأت قرآن میں کثرت سے نہیں بلکہ اعدال سے کام لے، اور یہ اسی لیے ہے کہ دوسرے حقوق والوں کے حق کا خیال رکھا جائے اور ان میں اہل عیال بھی شامل ہیں۔

اور جو بھی اپنے وقت کو مرتب کر کے ہر ایک حدود کو اس کا حق دیتا ہے تو اس کے بعد اس کے لیے کسی کی رضامندی اور ناراضگی کوئی اہمیت نہیں رکھتی، تو آپ دعویٰ امور کو اپنی زندگی اور وقت پر مکمل طور پر نہ ٹھوٹھوٹیں اور نہ ہی اپنی بیوی کے کہنے پر دعویٰ کام کلی طور پر ترک کر دیں۔

ان شاء اللہ اس میں چند ایک معاون امور ہیں جن کا ذکر کرنا مناسب لتا ہے، یہ کہ آپ اپنی بیوی کو بھی دعویٰ امور میں شامل کرنے کی کوشش کریں اور اسے کوئی کیسٹ سننے اور اس کا خلاصہ کرنے کے لیے دیں۔

یا پھر اسے پڑھنے کے لیے پھلٹ اور اس کے فائدہ لکھنے کے لیے دیں، یا اسے علمی حلقوں اور دروس میں جانے کا کہیں، اور اسلامی مرکزوں میں عورتوں کے پروگراموں میں شریک کریں، یا اسی طرح عورتوں کی کسی علمی مجلس جو کہ شادی وغیرہ کی مجالس میں تاکہ اسے یہ محسوس ہو کہ وہ اس کام میں آپ کے ساتھ ہے، تاکہ وہ خاوند کے غیر موجودگی سے اکتا ہے محسوس نہ کرے

ایک اور ہمیزی ہے کہ آپ اسے یہ سمجھانے کی کوشش کریں کہ اگر وہ اس پر صبر کرے اور علم و دعوت کے لیے مناسب فضا اور ماحول تیار کرے تو وہ بھی اجر و ثواب میں اس کے ساتھ برابر کی شریک ہے۔

اور یہ کہ جب صحابی جادا کے لیے جاتے تو ان کی بیویاں صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اپنے گھروں اور بچوں کی حفاظت کیا کرتی تھی اور جب وہ گھروں پر تشریف لاتے تو اپنے خاوند کے آنے والے ممانوں کی مہمان نوازی کیا کرتی تھیں۔

اور اسے یہ بھی سمجھانے کی کوشش کریں کہ جب وہ گھر سے باہر طلب علم یا پھر دعوت و جادا کے لیے جاتے تو اپنے خاوند کے گھر کی حفاظت کرے اور گھر میں آنے والے طالب علموں اور ممانوں کی مہمان نوازی کرے تو اس کے لیے اس میں بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔

اس لیے کہ ایک تیر کی بنابر اللہ تعالیٰ صرف اکیلے تیر انداز کو ہی جنت میں نہیں داخل کرے گا بلکہ اس کی وجہ سے تین اشخاص کو جنت میں لے جائے گا جن میں ایک توبنے والا کاریگر جس نے اسے اچھی نیت سے بنایا اور دوسرا تیر انداز کو تیر پکڑانے والا اور تیسرا خود تیر انداز۔

بیوی کو یہ موصوع سمجھانے اور اجر و ثواب کا ادراک کرنے سے خاوند کے غائب ہونے اور اس کے پاس نہ ہونے کے معاملہ میں بہت ساری تخفیف کا باعث ہو گا۔

اور آخر میں ہم اس عظیم عورت کے عظیم قسم سے اس کو ختم کرتے ہیں جن کا خاوند عوت و جہاد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلامی مملکت کے امور میں معاونت کرتا تھا اس قسم میں ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا کرتی اور ان کا موقف کیا تھا۔

یہ عورت عظیم و جلیل صحابی اور خلیفہ اول ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

آئیں اب ہم وہ قسم بھی انہیں کی زبانی بھی سنیں:

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ زیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس اس دنیا میں کوئی کسی قسم کا مال و دولت نہ تھا نہ تو کوئی غلام اور نہ ہی کوئی چیز صرف ان ایک گھوڑا اور ایک پانی لانے کے لیے اونٹ تھا۔

میں ان کے گھوڑے کو چارہ ڈالتی اور پانی پلاتی اور اس کا ڈول وغیرہ سیلت تھی، آنکہ کوئی لیکن ابھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی، میری انصاری سیلیاں جو کہ سچی اور ابھی عورتیں تھیں آنکہ روٹیاں پکا دیتیں، میں زیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس زمین سے جوانیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھیں سے اپنے سر پر گھٹلیاں اٹھا کر لایا کرتی تھی جو کہ ہمارے گھر سے دو تھیں فرخ کے فاصلے پر تھیں۔

میں ایک دن آرہی تھی اور میرے سر پر گھٹلیاں تھیں تو راستے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ انصاری صحابیوں کے ساتھ آتے ہوئے ملے تو مجھے بلا یا پھر لئے لگے اخ اخ (یہ کلمہ اونٹ کو مٹھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے) تاکہ مجھے اپنے پیچے بٹھا سکیں، لیکن میں شرمگئی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں مجھے زیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی غیرت یاد آگئی جو کہ بہت زیاد غیرت مند تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جان لیا کہ میں شرمگئی ہوں تو پھل پڑے۔

میں زیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی اور ان سے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے تو میرے سر پر گھٹلیاں تھیں اور ان کے ساتھ کچھ انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیٹھنے کے لیے اپنی اونٹی سٹھانی تو مجھے شرم آگئی اور میرے ذہن میں آپ کی غیرت دوڑگئی

زیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئے لگے: اللہ تعالیٰ کی قسم مجھ پر تیر ایہ گھٹلیاں اٹھاناتیرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا کہ مجھے آزاد کر دتا ہے۔

اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں حتیٰ کہ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے پاس ایک غلام بیچ دیا جو کہ گھوڑے کو سنبھالتا تھا اور اس غلام نے گویا کہ مجھے آزاد کر دیا۔  
صحیح بخاری حدیث نمبر (4823)۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گوہیں کہ وہ مسلمانوں بیویوں اور خاوندوں کے ہر قسم کے حالات کی اصلاح فرمائے آمین۔

اور اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتوں کا نزول کرے

واللہ اعلم۔